ابو سلمان شاہجہانپوری

بیت الحکمت

مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم ۱۹۱۵ء میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے ایک سیاسی منصوبے کے مطابق کابل تشریف لے گئے تھے۔ بعد میں برٹش حکومت نے انہیں جلاوطن قرار دے دیا اور ہندوستان میں ان کے داخلے پر پابندی لگا دی۔ ان کی جلاوطنی کی مدت تقریباً ۲۴ سال ہوتی ہے یہ زمانہ انہوں نے کابل، روس، ترکی اور حجاز میں بسر کیا۔ اس دوران میں انہیں جو تجربات ہوئے ان میں سے ایک یہ تھا کہ دوسرے ملک میں تعطل کی زندگی بسر کرنے کے مقابلے اپنے ملک میں رہنا اور کچھ پابندیوں کے ساتھ کام کو جاری رکھنا بہر حال مفید ہے۔ چنانچہ اس ذہنی فیصلے کے بعد انہوں نے برٹش حکومت کی یہ پابندی گوارا کرلی کہ وہ عدم تشدد کے قائل اور آئینی حدود کے اندر رہ کر ملک کی آزادی کے لئے کام کریں گے۔ جب مولانا نے یہ فیصلہ کر لیا تو ان کے دوستوں نے حکومت سندھ کو ان کی ضمانت پر آمادہ کرکے ان کے لئے وطن واپس آنے کا راستہ صاف کردیا۔

مارچ ۱۹۳۹ء میں مولانا سندھی وطن واپس آئے اور کراچی کے ساحل پر قدم رکھا۔ وہ ملک میں سیاسی و علمی کام کرنے لیے مکہ معظمہ میں ایک مستقل لائحہ عمل مرتب کر چکے تھے۔

اس سلسلے میں ان کے فیصلے کا اہم ترین پہلو یہ تھا

۱۔ فلسفہ عدم تشدد پر یقین اور آئینی حدود کی پابندی

۲۔ کانگریس میں شمولیت

۳۔ لیکن کانگریس کے کسی گروپ کا تابع بن کر رہنے کے بجائے کانگریس میں اپنی مستقل پارٹی بنانا۔ اس پارٹی کا نام انہوں نے جمنا نربدا سندھ ساگر پارٹی رکھا تھا۔

اس پارٹی کے قیام سے وہ کوئی وقتی سیاسی فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ اس کے ذریعے ملت کے مفاد کا بہترین تحفظ اور ذہن وفکر کی تربیت کے ساتھ ابنائے وطن کی ایک فلسفہ زندگی کی طرف رہنمائی مقصود تھی تاکہ مستقبل میں مسلمان ان تمام خدشات سے محفوظ ہو جائیں جو ان کے مفاد کے راستے میں حائل ہو سکتے ہیں۔ ان کے نزدیک مستقبل میں مسلمانوں کے مفاد کا تحفظ دستوری تحفظات کے ذریعہ نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ اس کا تعلق ایک ذہنی وفکری انقلاب سے تھا جس کی بنیاد امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی حکمت پر تھی۔ مولانا سندھی شاہ ولی اللہ کو اپنا امام مانتے ہیں انہی کو سیاست میں اسلام کی صورت ومعنی کے محافظ سمجھتے ہیں اور انہی کے طریقے کو ہندوستان کے مسلمانوں کی ترقی کا واحد طریقہ خیال کرتے ہیں۔ جمیعت علمائے بنگال کے خطبہ صدارت میں مولانا سندھی فرماتے ہیں:

"میں اپنا امام ولی اللہ دہلوی کو بنا چکا ہوں جو اپنی انقلابی سیاست میں اسلام کی صورت اور معنی کا کامل محافظ ہے۔"

جمیعت الطلبہ سندھ کے خطبہ صدارت میں لکھتے ہیں:

اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی ترقی کے لئے امام ولی اللہ کے طریقے کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

یہی وجہ تھی کہ مولانا سندھی چاہتے تھے کہ شاہ ولی اللہ کے فلسفے سے مسلمان اور ہندو نوجوانوں کو روشناس کر دیا جائے تاکہ وہ سمجھ لیں کہ مستقبل میں ہندوستان کی عظمت وشوکت صرف حکومت کی تبدیلی میں نہیں بلکہ اس زندگی اور اس انقلاب میں ہے جس پر ایک مسلمان بھی اتنا ہی فخر کر سکے جتنا کہ دوسرے ابنائے وطن۔ اس مقصد سے

شاہ ولی اللہ کے فلسفے کی تعلیم و اشاعت کی ضرورت تھی تاکہ ایک ایسا فکری انقلاب پیدا کیا جائے۔ اس فلسفے کی تعلیم و اشاعت کے لئے ایک مرکز کی ضرورت تھی یہ مرکز بیت الحکمت تھا۔ اصحاب علم و حکمت کی ایک جماعت کی ضرورت تھی جو اس فلسفے کی عالم، معلم اور محافظ ہو، یہ جماعت انجمن خدام الحکمت تھی اور ملک کی عملی و سیاسی زندگی میں اس فلسفے کے مطابق رہنما کی ضرورت تھی۔ یہ رہنمائی بیت الحکمت کے فارغ التحصیل اور اس فلسفے کے محققین کے ہاتھ میں آئی تھی جو جمنا نربدا سندھ ساگر پارٹی کے نام سے منظم ہوتے۔ ایک بڑی ضرورت یہ تھی کہ یہ رہنمائی ملک کے عام رجحان اور قومی دھارے کے خلاف یا اس سے الگ نہ ہو بلکہ اس کا جزو ہو، اس کے لئے مولانا سندھی کے نزدیک ان کا ہندوستان کی قومی جماعت میں شریک رہنا ناگزیر تھا۔

مولانا سندھی ہندوستان تشریف لائے تو ان کی زندگی کا مقصد اور ان کے افکار و مساعی کا محور یہی امور تھے۔ مارچ ۱۹۳۹ء کے بعد ان کی زندگی کے شب و روز اسی مقصد کے لئے تگ و دو میں بسر ہوتے۔ انہوں نے اپنی جان جاں آفریں کے سپرد کی تو انہیں اسی مقصد کی کامیابی کی فکر تھی۔ مولانا سندھی کے ذہن میں شاہ ولی اللہ کی حکمت کی تعلیم و اشاعت کا جو منصوبہ تھا اور شاہ صاحب کی حکمت کے تعلیم یافتہ اصحاب سے ملک اور ملت کی تعمیر و تربیت کا جو عظیم الشان کام لینا چاہتے تھے جمعیت علمائے بنگال کے خطبہ صدارت میں انہوں نے اس طرف اشارے کیے ہیں۔ وہ اپنے منصوبے کے تمام پہلوؤں پر توجہ نہ دے سکے اور وہ تمام ادارے جو وہ قائم کرنا چاہتے تھے قائم نہ کر سکے لیکن بیت الحکمت کے قیام میں وہ کامیاب ہو گئے تھے اور فی الحقیقت ان کے نظام فکر میں سب سے زیادہ اہمیت بھی بیت الحکمت کی تھی۔ اسے انہوں نے قائم کر دیا تھا اور اس کے تحت فکر ولی اللہی کی اشاعت و تعلیم کے عظیم الشان کام کا آغاز ان کی زندگی ہی میں ہو چکا تھا۔

مولانا عبید اللہ سندھی وطن واپس آنے سے پہلے ہی اپنے اس عزم کا اظہار کر چکے تھے کہ

"میرا محبوب مشغلہ امام ولی اللہ کے فلسفے کی تعلیم و اشاعت ہوگا۔ میں اعلیٰ طبقہ اہل علم کو اس طرف متوجہ کروں گا۔ اس میں دینی عالم اور دانش مند لوگ مخاطب ہوں گے، اگر کوئی غیر مسلم ہندو، مسیحی، آزادمنش اس فلسفے کا مطالعہ پسند کرے گا تو اس کی پوری امداد کروں گا" خودنوشت

وطن تشریف لانے کے بعد انہوں نے اپنی مختلف تحریروں میں بیت الحکمت کے قیام کی ضرورت اور شاہ ولی اللہ کے فلسفے کی تعلیم و اشاعت کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔ جمعیت علمائے بنگال کے خطبہ صدارت میں فرماتے ہیں:

- میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں دہلی کی جامعہ ملیہ میں اس امام کی فلاسفی سکھانے کے لئے ایک مدرسہ بنانا چاہتا ہوں جو میرے استاد شیخ الہند مولانا محمود حسن کی یادگار ہوگا۔
- اس مدرسہ میں امام ولی اللہ کی فلاسفی انگریزی میں ترجمہ کردی جائے گی اور مسلم و غیر مسلم ہر ایک کو مساوی درجہ پر سکھائی جائے گی۔"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

- "بیت الحکمت میں قرآن عظیم کی حکیمانہ تفسیر پڑھائی جائے گی۔
- بیت الحکمت میں فقط امام ولی اللہ دہلوی کے فلسفے کی تعلیم ہوسکتی ہے۔
- بیت الحکمت میں ایک ایسا کتب خانہ جمع کیا جائے گا جس کی مدد سے امام ولی اللہ دہلوی کے فلسفے کا حکمائے ہند اور حکمائے یورپ سے مقابلہ کیا جاسکے۔

مرکزی بیت الحکمت، دہلی

بیت الحکمت کی علمی و تعلیمی تحریک ایک کل قومی تحریک تھی مولانا سندھی ایک تحریک کو کل ہند بنیادوں پر چلانا چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس کا مرکز دہلی میں جامعہ ملیہ اسلامیہ جامعہ نگر کو بنایا تھا۔ ان کے نزدیک کسی بھی کل ہند تحریک کے لئے متحدہ ہندوستان میں دہلی کی اہمیت ناقابل انکار تھی۔ لیکن مرکزی بیت الحکمت اور اس کی شاخوں کے قیام کی تاریخوں میں وہ ترتیب نہیں ہے جو بظاہر ہونی چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مولانا نے

بیت الحکمت کے قیام کے لئے وطن واپس آتے ہی زمین ہموار کرنی شروع کردی تھی اور جہاں انہوں نے اس کے قیام کے لئے حالات ساز گار دیکھے کام شروع کر دیا۔ چنانچہ کراچی، گوٹھ پیر جھنڈو، دین پور وغیرہ میں شاخیں پہلے قائم ہوگئیں اور دہلی میں مرکزی بیت الحکمت کا قیام بعد میں عمل میں آیا۔

دہلی میں بیت الحکمت کا افتتاح ۱۷۔ نومبر ۱۹۴۰ء کو ہوا۔ اس موقع پر مولانا سندھی بنفس نفیس موجود تھے شیخ الجامعہ ڈاکٹر ذاکر حسین، جامعہ ملیہ کے اساتذہ، طلبہ اور دہلی کے بعض علما بھی افتتاح کے موقع پر موجود تھے۔ اس موقع پر مولانا سندھی مرحوم نے جو خطبہ افتتاحیہ پڑھا وہ اُن کے مجموعہ "خطبات مقالات" میں موجود ہے۔ شاہ ولی اللہ کی حکمت اور ان کی سیاسی تحریک کے تعارف میں دو بلند پایہ اور فکر انگیز تصانیف "شاہ ولی اللہ اور ان کے فلسفہ" اور "شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک" مولانا عبید اللہ سندھی نے بیت الحکمت دہلی کے گوشہ عزلت میں تصنیف کی تھیں۔ مرکزی بیت الحکمت کے سیکریٹری مولانا محمد نور مکی مولانا سندھی کے ایک مستعد شاگرد تھے۔

لاہور

مولانا سندھی مرحوم کا ارادہ تھا کہ بیت الحکمت کی شاخیں ملک کے حصے میں قائم کی جائیں لیکن جو شاخیں قائم ہوئیں وہ سندھ وہ سندھ اور پنجاب میں قائم ہوئیں۔ دارالحکومت دہلی کے بعد سندھ اور پنجاب، مولانا سندھی کی علمی و سیاسی سرگرمیوں کے سب سے بڑے میدان تھے۔ یوں تو اپنی اپنی جگہ بیت الحکمت کی تمام شاخوں نے شاہ ولی اللہ کے علوم و معارف اور افکار و خیالات کی اشاعت میں حصّہ لیا۔ خصوصاً سندھ میں ایک مستقل مکتبہ فکر کی بنیاد پڑی لیکن تصنیف و تالیف کا میدان شروع ہی سے پنجاب کے ہاتھ میں رہا۔ سب سے زیادہ کتابیں بیت الحکمت لاہور سے شائع ہوئیں۔ شاخ لاہور کے صدر مولوی خدا بخش اور سکریٹری بشیر احمد لدھیانوی تھے۔ ان دونوں حضرات نے مولانا سندھی سے استفادہ کیا تھا۔ دونوں صاحبوں نے شاہ ولی اللہ اور ان کے سب سے بڑے شارح و ترجمان مولانا عبید اللہ کے افکار کی ترتیب و اشاعت میں نہایت سرگرمی سے حصّہ لیا اور ان کی کوششوں

کی بدولت اُردو کے قرآنی تفسیری لٹریچر میں انقلابی اور وقت کے فکری، سیاسی اور معاشی مباحث پر فکر انگیز اور گراں قدر اضافہ ہوا۔ عنوان انقلاب (تفسیر سورہ فتح) اصول انقلاب (تفسیر سورہ والعصر) جنگ انقلاب (تفسیر سورہ محمدؐ) امام ولی اللہ دہلوی اور ان کا فلسفہ عمرانیات معاشیات رسالہ محمدیہ وغیرہ تصانیف میری نظر سے گزر چکی ہیں۔

کراچی

بیت الحکمت کی شاخ کراچی مدرسہ مظہر العلوم محلہ کھڈہ میں قائم تھی۔ اس کا آغاز ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء کو ہوا تھا۔ اس کے صدر شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد صادق علیہ الرحمہ اور اس کے پہلے سیکرٹری حافظ فضل احمد تھے۔ فضل احمد کے بعد مولانا دین محمد وفائی سیکریٹری اور مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی جوائنٹ سیکریٹری ہوئے اس کے بعد مولانا قاسمی سیکریٹری ہوئے۔ اس کے ممبران میں عبدالمجید سندھی، دین محمد (علیگ)، مولوی عزیز اللہ وغیرہ تھے۔ بیت الحکمت کراچی کی جانب سے شاہ ولی اللہ کی کتاب سطعات خود مولانا سندھی نے چھپوائی تھی۔ بعد میں مولانا سندھی مرحوم کی مشہور عربی تفسیر الہام الرحمٰن کی جلد اوّل پارۂ الٓمٓ مولانا قاسمی نے مرتب کرکے شائع کی۔ اس پر قاسمی کا عالمانہ مقدمہ خاص مطالعہ کی چیز ہے اس میں سندھ کی پوری علمی دینی تاریخ اختصار کے ساتھ مرتب ہوگئی ہے۔ الہام الرحمٰن جلد اوّل کا سندھی ترجمہ بھی بیت الحکمت کراچی کی جانب سے شائع کیا۔ الہام الرحمٰن مولانا سندھی کی تفسیر ہے جسے اُن کے شاگرد موسیٰ جار اللہ روسی عالم دین نے قیام مکّہ کے زمانے میں مولانا سندھی کے الفاظ میں قلم بند کیا تھا۔ اس تفسیر کا ایک حصّہ جو حروف مقطعات کی تفسیر پر مشتمل ہے بھوپال سے شائع ہوکر اہل علم میں مقبول ہوچکا ہے۔

گوٹھ پیر جھنڈا

یہ ضلع حیدرآباد کا مشہور اور تاریخی موضع ہے۔ یہاں مولانا سندھی نے ۱۹۰۱ء میں دارالرشاد کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا تھا ۲۰ دسمبر ۱۹۳۹ء کو دارالرشاد میں بیت الحکمت کی شاخ قائم ہوئی۔ اس کی مطبوعات اور عہدہ داروں کے بارے میں کوئی علم نہیں ہوسکا۔

گورو پہوڑ

بیت الحکمت کی ایک شاخ مدرسہ دارالسعادت گورد پہوڑ میں بھی قائم ہوئی تھی گورو پہوڑ ضلع سکھر میں تحصیل شکارپور کا ایک موضع ہے۔ یہ مدرسہ مولانا عبیداللہ سندھی کے شاگردوں اور ان کے عقیدت مندوں نے قائم کیا تھا اور مولانا سندھی مرحوم نے اس کا افتتاح کیا تھا مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی اس کے صدر مدرس اور مولوی عبیداللہ ولی اللّٰہی اور مولوی عزیز اللہ جروار اس کے طلبہ کے لیڈر تھے۔ اس مدرسہ کے طلبہ نے جمعیت الطلبہ سندھ کے نام سے ایک جماعت قائم کی تھی۔ جس کے صدر مولوی عبیداللہ ولی اللّٰہی تھے۔ ان کی کوششوں سے جمعیت کا ایک اجلاس مولانا سندھی کی صدارت میں نہایت شاندار حیدرآباد میں ہوا تھا۔ مولانا سندھی کا خطبہ صدارت میں موجود ہے بیت الحکمت کی اس شاخ کے صدر مولوی عزیز اللہ اور ناظم مولوی عبیداللہ ولی اللّٰہی تھے۔ اس کے لٹریچر تک رسائی نہیں ہوسکی۔

شہدادکوٹ

بیت الحکمت کی ایک شاخ شہدادکوٹ میں قائم تھی۔ اس کے سرپرست مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی اور سیکریٹری مولوی عزیز اللہ جرواد تھے۔ یہ شاخ محمد بن قاسم ولی اللہ تھیولوجیکل کالج میں قائم تھی یہ مدرسہ مولانا قاسمی اور ان کے ایک شاگرد مولوی عزیز اللہ نے قائم کیا تھا۔ مولوی عزیز اللہ مدرسہ دارالسعادت گورد پہوڑ کے مدرسہ کے فارغ التحصیل تھے۔

محمد قاسم ولی اللہ تھیولجیکل کالج کا افتتاح ۴۔ اگست سنہ ۱۹۴۴ء کو ہوا تھا۔ رسم افتتاح مولانا سندھی کو ادا کرنی تھی لیکن اس وقت ان کی حالت انتہائی نازک تھی۔ بے ہوشی کے دورے پڑ رہے تھے اس لئے وہ خود تو تشریف نہ لے جا سکے لیکن ۲۔ اگست کو طبیعت قدرے بحال ہوئی خطبہ صدارت تحریر فرمایا اور خود ہی اسے چھپوا کر ایک طالب کے ہاتھ شہدادکوٹ بھجوا دیا۔ مدرسہ کے قیام کا مقصد شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے فلسفے

کی تعلیم واشاعت تھا۔ مولانا سندھی مرحوم لکھتے ہیں۔

"ہمارا بیت الحکمت اور محمد بن قاسم ولی اللہ تھیولوجیکل امام ولی اللہ کی حکمت کی اشاعت اور اس کی تعلیم کا انتظام کرے گا۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ بیت الحکمت اور کالج کا قیام ایک ساتھ ہی عمل میں آیا تھا شاخ شہداد کوٹ کی مطبوعہ کسی کتاب کا علم نہیں ہوسکا۔ البتہ کالج نے شاہ ولی اللہ کی حکمت کی تعلیم واشاعت میں ایک مدت تک بیش بہا خدمات انجام دیں۔

گوٹھ پیر بخش بھٹو

ضلع لاڑکانہ میں بیت الحکمت کی دوسری شاخ گوٹھ پیر بخش بھٹو میں قائم ہوئی تھی۔ اس کے سرپرست نواب نبی بخش بھٹو تھے اور سیکریٹری مولانا غلام مصطفی قاسمی تھے نواب نبی بخش بھٹو سندھ کی ایک عظیم علم پرور شخصیت تھے۔ ملک کی تحریک آزادی میں انہوں نے عظیم الشان خدمات انجام دیں وہ اپنی معارف پروری اور دین داری کے لئے شہرت رکھتے ہیں۔ اپنے آبائی گاؤں پیر بخش بھٹو کی مسجد میں خطبہ جمعہ خود دیتے ہیں۔ وہ سندھ کی ایک مثالی تہذیبی شخصیت ہیں نواب صاحب ولی اللّٰہی فکر کے حامل ہیں۔ اکابر دیوبند سے عقیدت رکھتے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کی مالی اعانت ان کا وظیفہ حیات رہا۔ سندھ کے سابق وزیر اعلیٰ اور موجودہ وفاقی وزیر مواصلات ممتاز علی بھٹو نواب نبی بخش بھٹو کے نامور فرزند ہیں۔

تمدن عرب کے نام سے مولانا سندھی کے افکار پر مشتمل سورہ سبا کی تفسیر جو مولانا قاسمی نے مرتب کی تھی نواب نبی بخش بھٹو کی مالی اعانت سے بیت الحکمت کی شاخ گوٹھ پیر بخش بھٹو سے شائع ہوئی تھی

دین پور

بیت الحکمت کی ایک شاخ بہاولپور کے ایک مقام دین پور میں قائم ہوئی تھی۔ مولانا سندھی نے لکھا ہے کہ "دین پور کا بیت الحکمت جو ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو کھلا مستقل آمدنی کا مالک ہے"۔

شاہ ولی اللہؒ
کی
تعلیم (اردو)

از

پروفیسر غلام حسین جلبانی ایم۔اے

پروفیسر جلبانی ایم۔اے سابق صدر شعبہ عربی سندھ یونی ورسٹی کے برسوں کے مطالعہ و تحقیق کا حاصل یہ کتاب ہے۔ اس میں مصنف نے حضرت شاہ ولی اللہؒ کی پوری تعلیم کا احصار کیا ہے اور اس کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بحثیں کی ہیں۔ پہلا ایڈیشن ختم ہوگیا تھا اور قدردان پڑھنے والوں کے اصرار پر دوسرا ایڈیشن شائع کر دیا گیا ہے۔ معیار طباعت کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔

قیمت

بارہ روپے ۱۲/۰۰

ملنے کا پتہ

شاہ ولی اللہ اکیڈمی۔صدر۔حیدرآباد